20
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۵ مئی ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

قبروں کو سجدہ گاہ نہ بناؤ

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا۔ خدا کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

قرآن کا بھلانا بڑا گناہ ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتَّی الْقَذَاۃِ یُخْرِجُھَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَۃٍ اُوْتِیْھَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَھَا (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کے ثواب میرے روبرو پیش کئے گئے۔ یہاں تک کہ مسجد سے کوڑا اور خاک نکالنے اور صفائی کرنے کا ثواب بھی۔ اور پیش کئے گئے میرے سامنے میری اُمت کے گناہ۔ ان گناہوں میں مجھ کو اس سے بڑا کوئی گناہ نظر نہیں آیا۔ کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو۔ پھر اس نے ان کو بھلا دیا ہو۔

اندھیرے میں مسجد جانے کا ثواب

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (رواہُ الترمذیُّ وابوداؤد ورواہ ابنُ ماجۃ عن سھل بن سعد وانس)

ترجمہ۔ بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ان لوگوں کو خوشخبری پہنچاؤ۔ جو اندھیرے میں مسجدوں کی طرف جاتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن اس کے سبب سے ان کو کامل روشنی نصیب ہوگی۔

گناہوں کے کفارہ کا بیان

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ تَلَا وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ۔ مُرْسَلًا وَالتِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ عَنْہُ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ زَادَ فِیْہِ قَالَ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ نَعَمْ فِی الْکَفَّارَاتِ وَالْکَفَّارَاتُ الْمُکْثُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ وَالْمَشْیُ عَلَی الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَاِبْلَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکَارِہِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ عَاشَ بِخَیْرٍ وَ مَاتَ بِخَیْرٍ وَ کَانَ مِنْ خَطِیْئَتِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّیْتَ فَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَ اِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوۃُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ وَ لَفْظُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ کَمَا فِی الْمَصَابِیْحِ لَمْ اَجِدْہُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلَّا فِی الشَّرْحِ السُّنَّۃِ

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن عائشؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کو خواب کے اندر بہترین صورت میں دیکھا خدا نے مجھ سے پوچھا ملائکہ مقربین کس معاملہ میں بحث کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ تعالےٰ تو ہی خوب جانتا ہے (یہ سُن) کہ خداوند تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا۔ جس کی سردی میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی اور مجھ کو آسمانوں اور زمین کی تمام درمیانی چیزوں کا علم حاصل ہو گیا۔ پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی۔ وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموٰت والارض ولیکون من الموقنین۔ یعنی اس طرح دکھایا ہم نے ابراہیمؑ کو تصرف آسمانوں اور زمین کا تاکہ وہ یقین کرنے والے لوگوں میں شامل ہو جائے (دارمی) اور ترمذی نے بھی یہ حدیث عبدالرحمٰن بن عائشؓ۔ ابن عباسؓ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے پوچھا اے محمدؐ تو جانتا ہے۔ ملائکہ مقربین کس چیز میں بحث کرتے ہیں۔ آپ نے (آسمان و زمین کی درمیانی چیزوں کا علم حاصل کرنیکے بعد) فرمایا۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ وہ گناہوں کے کفاروں پر گفتگو کرتے ہیں اور وہ کفارے کیا ہیں۔ نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھ کر دوسرے وقت کی نمازوں کا انتظار کرنا اور جماعتوں کی طرف پیدل چلنا اور ناگواری کی حالت میں پانی سے وضو کرنا جس نے ایسا کیا یعنی یہ اعمال کئے۔ وہ بھلائی پر زندہ رہیگا اور بھلائی پر مریگا اور گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا گویا اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے۔ پھر خداوند تعالےٰ نے فرمایا اے محمدؐ جب تو نماز سے فارغ ہو چکے تو یہ دعا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فعل الخیرات و ترک المنکرات و حب المساکین فاذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون۔ یعنی اے اللہ میں تجھ سے نیک اعمال کی توفیق چاہتا ہوں اور برے کاموں کے چھوڑنے کی اور مسکینوں کو دوست رکھنے کی اور اے اللہ جس وقت تو ارادہ کرے اپنے بندوں کو فتنہ میں ڈالنے کا۔ تو میری روح کو فتنہ میں ڈالنے سے پہلے ہی قبض کر لینا۔ اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی تعلیم کیلئے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ نے نبی کی ہدایت کے لئے کہا اور درجات کو بلند کرنے والی یہ چیزیں ہیں۔ سلام کے رواج کو پھیلانا۔ یعنی ہر شخص کو سلام کرنا۔ کھانا کھلانا۔ رات میں جبکہ لوگ سو رہے ہوں نماز کا پڑھنا۔ اللھم اجعلنا منھم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۵۹ء | شمارہ ۱

پانچواں سال

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور اپنی زندگی کے چار سال پورے کر کے زیر نظر شمارہ سے پانچویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ متواتر تین سال تک کفر و الحاد کے اس دور میں یہ خالص مذہبی جریدہ ترقی کے منازل بتدریج طے کرتا رہا۔ جس سرزمین فلمی رسالوں کی بھرمار ہو۔ جس ملک میں بے پردہ بازاری عورتوں اور ایکٹرسوں کی تصاویر دیکھنے والوں کی کثرت ہو۔ جہاں اخبارات و رسائل ذالا ماشاء اللہ) سینما کے اشتہارات اور فلموں پر ریویو شائع کرتے ہوں۔ جہاں حکومت اور عوام مذہب کا جوا گردن سے اتار پھینکنے کے لئے بے قرار ہوں جہاں فحاشی اور آوارگی کے دلدادگان کی اکثریت ہو۔ وہاں اس خالص مذہبی جریدہ کی اشاعت میں حیرت انگیز وسعت اگر ایک طرف اس کی افادیت کا بیّن ثبوت ہے تو دوسری طرف ڈاکٹر اقبال مرحوم کے اس شعر کی عملی تفسیر بھی ہے ؎

نہیں ہوں نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

تین سال کی یہ پُر امید اور حوصلہ افزا زندگی ہماری شامت اعمال کے باعث چوتھا سال شروع ہوتے ہی ہمارے لئے پریشانیوں اور مشکلات میں تبدیل ہوگئی۔ گذشتہ سال انتظامیہ میں عارضی ردّ و بدل سے بعض ایسے ناخوشگوار واقعات پیش آئے۔ جن کی وجہ سے کچھ عرصہ کیلئے اس جریدہ کی زندگی بھی خطرہ میں پڑ گئی۔ اشاعت میں توسیع کی بجائے کمی ہونے لگی۔ لاہور کارپوریشن اسکولوں اور لائبریریوں کیلئے ہر ہفتہ ایک سو پچاس پرچے خریدا کرتی تھی وہ موجودہ ایڈمنسٹریٹر کی اسلام دشمنی کی وجہ سے بند کر دیئے گئے پرچہ کو خود کفیل بنانے کیلئے چندہ اور قیمت میں جو اضافہ کیا گیا تھا۔ اس سے بھی اشاعت پر پڑا۔ مارشل کے نفاذ سے جہاں دوسرے کاروبار متاثر ہوئے۔ وہاں اخبار اور رسائل بھی اسکی زد سے محفوظ نہ رہ سکے۔

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں ان سب مشکلات کا صبر و تحمل سے مقابلہ کرنیکی توفیق عطا فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ یہ سب مشکلات دور ہوگئیں۔ چندہ اور قیمت میں گذشتہ سال ہی دوبارہ کمی کر دی گئی۔ پرچہ کی اشاعت میں جو کمی واقع ہوئی تھی۔ وہ نہ صرف اب پوری ہو گئی ہے۔ بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ مزید براں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیوز پرنٹ کا کوٹا بھی دلوا دیا۔ جس کی وجہ سے پرچہ اب بفضلہ تعالیٰ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا ہے

آج سے ہم اپنی زندگی کی پانچویں منزل میں داخل ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہم بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ گذشتہ سال جن پریشانیوں اور مشکلات کا ہمیں سامنا کرنا پڑا۔ وہ اپنے فضل سے سال رواں میں ہمیں ان سے محفوظ رکھے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ اس کے بعد ہم آئندہ سال کے لئے خلوص نیت سے خدمت دین کی توفیق کی اس سے دعا کرتے ہیں۔

مزدوروں پر فائرنگ

۲۰ر جون ۱۹۵۸ء کو کریسنٹ ٹیکسٹائل ملز کے مزدوروں پر لائل پور پولیس نے جو فائرنگ کی تھی۔ اس میں سات مزدور ہلاک اور تئیس زخمی ہوئے تھے۔ حکومت مغربی پاکستان نے اس المیہ کی تحقیقات کرنے کے لئے ہائیکورٹ کے ایک فاضل جج مسٹر جسٹس محمد یعقوب علی خاں کو مامور کیا تھا۔ فاضل جج نے مناسب تحقیقات کرنے کے بعد اپنی رپورٹ صوبائی حکومت کو گذشتہ سال نومبر ۱۹۵۸ء میں پیش کر دی تھی۔ یہ رپورٹ اب تک حکومت مغربی پاکستان نے شائع نہیں کی۔ لیکن حال ہی میں اس کے متعلق ایک سرکاری ترجمان نے کچھ انکشافات کئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج نے اپنی رپورٹ میں مزدوروں کے ہجوم پر مقامی پولیس کی فائرنگ کو سراسر ناجائز اور غیر ضروری قرار دیا ہے۔ ان کے خیال میں اگر متعلقہ پولیس افسر مزدوروں کی سنگباری سے بعض ماتحت اہلکاروں کے زخمی ہونے کے پیش نظر فائرنگ کا حکم دینے کی بجائے لاٹھی چارج یا اشک آور گیس استعمال کرنیکی ہدایت دیتے تو صورت حال زیادہ نہ بگڑتی فاضل جج نے صوبہ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ کو پولیس کے اس تشدّد کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ کریسنٹ ملز کے ڈائرکٹروں کو آپ نے بالکل بری الذمہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مزدوروں کی ہڑتال غیر قانونی تھی۔

حکومت مغربی پاکستان نے فاضل جج کی رپورٹ کو منظور کرتے ہوئے مزدوروں کے خلاف وہ تمام مقدمات واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے جو فائرنگ کے بعد دائر کئے گئے تھے۔ حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ان سرکاری اہلکاروں کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے۔ جنکے رویہ پر اس رپورٹ میں نکتہ چینی کی گئی ہے۔ حکومت مغربی پاکستان نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ فاضل جج کی تجویز کیمطابق مزدوروں کی فلاح کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اس سلسلہ میں ترجمان نے بتایا ہے کہ مختلف صنعتوں میں مزدوروں کی تنخواہوں کے کم از کم گریڈ مقرر کرنیکی تجویز حکومت کے زیر غور ہے اور اس سلسلہ میں عنقریب قطعی فیصلہ کا اعلان ہونے کی توقع ہے۔

ہماری رائے میں فاضل جج کی رپورٹ اور مغربی پاکستان کی حکومت کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہے۔ فاضل جج نے کسی کی رو رعایت کئے بغیر انصاف کے تقاضوں کو پورا کر کے عدلیہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہیں اخبارات میں رپورٹ کے جو اقتباسات شائع ہوئے ہیں۔ ان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مقتولین کے ورثا اور مجروحین کو معاوضہ دینے کے متعلق بھی فاضل جج نے سفارش کی ہے یا نہیں۔ حکومت مغربی پاکستان کے فیصلوں میں بھی ان امور پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی۔ غالباً فاضل جج سے یہ سہو ہو گیا ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس معاملہ میں جلد از جلد فیصلہ کر کے اس سقم کو دور کرے۔ مقتولین کے ورثاء کو معقول معاوضہ دیا جائے۔ اور مجروحین کی مناسب امداد کی جائے۔

مہرِ مبینِ مدینہ!

(سیّد آلِ احمد بہاولپور)

مرا دل بنا ہے سرزمینِ مدینہ — بسے جب سے مہرِ مبینِ مدینہ

مجھے ہے محبّت شہِ دوجہاں سے — میں ہوں خاکسارِ مکینِ مدینہ

تمنا ہے دِل میں کہ طیبہ کو جاؤں — نظر ڈھونڈتی ہے زمینِ مدینہ

کرم فرما مجھ پہ جو ہو جائیں حضرت — تو ہو جاؤں جا کر مکینِ مدینہ

میں خاکِ مدینہ لگاؤں جبیں سے — رہوں زندگی بھر رہینِ مدینہ

مجھے خواہشِ حور و جنت نہیں ہے — میں ہوں عاشقِ سرزمینِ مدینہ

تمنا ہے احمد کہ بس بعد مردن
بنوں خاکسارِ زمینِ مدینہ

جمالِ ابوترابؓ

اختر بزمی

ہے دل فریب روئے جمالِ ابوترابؓ — ہم کو دکھائے کوئی مثالِ ابوترابؓ

اللہ رے یہ رعب و جلالِ ابوترابؓ — دنیا ہوئی ہے زیرِ کمالِ ابوترابؓ

پھینکا اکھیڑ درِ خیبر کو مرحبا — اللہ رے یہ شان و کمالِ ابوترابؓ

لرزاں ہیں جس سے رستم و سہراب سے قوی — یہ دبدبہ یہ شانِ جلالِ ابوترابؓ

سر کو کٹا کے راہِ خدا میں ہوا شہید — یکتائے دوجہاں تھا ہلالِ ابوترابؓ

گرتی تھی برق بن کے وہ دشمن پہ بے خطر — تیغِ علیؓ تھی وہ یا جلالِ ابوترابؓ

تن سے جدا ہوا سرِ اقدس حضور کا — اللہ رے یہ صبر و کمالِ ابوترابؓ

دینِ محمدی کے سدا پاسباں رہے — اس نام کا عروج خیالِ ابوترابؓ

اختر نہیں ہے کامل مومن وہ بالیقین
جسکو نہیں ہے کچھ بھی خیالِ ابوترابؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۵۹ء

مسلمان کی نجات اُخروی کا مدار دو چیزوں پر ہے

(۱) دین اسلام کا علم قرآن مجیدؐ سے حاصل کرے

(۲) اس علم پر عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرے

حضورؐ انور کا اپنا مسلک بھی اتباع قرآن مجید ہی تھا

اس کے متعدد شواہد

پہلا

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب کبھی وحی کے آنے میں تاخیر ہوتی تو کفار از راہ تمسخر کہتے تھے کہ اب کوئی آیت کیوں گھڑ کر نہیں لے آتے۔ آخر سارا قرآن تم نے بنایا ہی ہے (العیاذ باللہ) اسی طرح کبھی دق کرنے کے لئے بعض ایسے نشان (معجزات) طلب کرتے۔ جس کے دکھلانے کو خدا کی حکمت مقتضی نہ تھی۔ جب آپ دکھلانے سے انکار کرتے تو کہتے۔ "لولا اجتبیتھا" یعنی اپنے خدا سے کہہ کر ہمارا مانگا ہوا نشان کیوں چھانٹ کر نہ لے آئے۔ دونوں باتوں کے جواب میں فرمایا۔ قل انما اتبع ما یوحیٰ الی من ربی۔ یعنی ان سے کہدو کہ نبی کا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے خدا پر افترا کرے۔ یا لوگوں کے کہنے سننے پر اقدام کرکے خدا سے وہ چیز مانگے۔ جس کا دینا اسکی حکمت کے منافی ہے۔ یا جس کے طلب کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ جو کچھ خدا وحی بھیجے قبول کرے۔ اس پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دے۔ باقی آیات تنزیلیہ یا تکوینیہ جو مجھ سے طلب کرتے ہو۔ تو قرآن سے بڑھ کر کونسی آیات ہوں گی اور اس سے زیادہ عظیم الشان معجزہ کونسا ہوگا جو سارے جہان کے لئے بصیرت افروز حقائق و مواعظ کا خزانہ اور ایمان لانے والوں کے لئے خاص قسم کی ہدایت و رحمت کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسی کو تم کب ماننے کے لئے تیار ہوئے جو فرمائشی آیات کو تسلیم کروگے۔

دُوسرا

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۚ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سورہ الانعام ع ۵ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہدو۔ کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔

حاصل

اس آیت میں اور چیزیں بھی ذکر کی گئی ہیں اور یہ چیز بھی واضح طور پر صاف ہو گئی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل حیات قرآن مجید کے تابع ہوتا تھا۔ اگر کسی کے دل میں شیطان یہ خیال ڈالے کہ یہ فرض تو پھر ہر امتی پر لازم آتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جن کو ہر حکم الٰہی کی تہ تک کا علم اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے) اور ایک اُمتی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

تیسرا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (سورۃ یونس ع ۲ ۔ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔

وہ لوگ کہتے ہیں۔ جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آیا یا اسے بدل دے۔ تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید میں جو ارشاد آتا ہے۔ کسی قسم کی کمی بیشی کئے بغیر اسی کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔

چوتھا

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (سورۃ الاحقاف رکوع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ میں نہیں پیروی کرتا۔ مگر اسی کی جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نقل و حرکت اللہ تعالےٰ کے تابع فرمان ہے۔

پانچواں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ (سورۃ زخرف رکوع ۴۔ پ ۲۵)

ترجمہ۔ پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بیشک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کے تجویز کردہ راستہ پر جا رہے ہیں۔ یہی سیدھا ہے۔

چھٹا

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ (سورۃ یونس۔ ع ۱۱ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس پر چل اور صبر کر یہانتک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ارشاد کیا جائے۔ اسی کے مطابق اپنی زندگی بسر کیجئے۔

ساتواں

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۱ پ ۲۱)

ترجمہ۔ اور اس کی تابعداری کر جو تیرے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

حاصل

وہی ہے کہ حضور انور کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جو ارشاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اسی کے مطابق عمل کیجئے۔

ساتوں اعلانوں کا خلاصہ

مذکورۃ الصدر سطور میں قرآن مجید میں سے سات اعلانات آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ساتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیا ہے۔

مسلمانوں کو دو طریقوں سے قرآن مجید کے اتباع کا حکم

پہلا طریقہ

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا چاہیئے جس طرح آپ کی زندگی کا دستور العمل قرآن مجید تھا۔ اسی طرح تمہیں بھی ہر معاملہ میں (خواہ وہ دُنیا سے تعلق رکھتا ہو یا آخرۃ سے) قرآن مجید ہی کی ہدایات پر چلنا چاہیئے۔ اللھم اجعلنا منھم

دُوسرا طریقہ

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو براہ راست بھی قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

اس عنوان کے متعدد اعلان

پہلا اعلان

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (سورۃ الزمر ع ۶۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تمپر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہیں کوئی نفس کہنے لگے۔ ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں میں ہوتا یا کہنے لگے جس وقت عذاب کو دیکھے گا کہ کاش مجھے میسّر ہو واپس لوٹنا تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں۔

اے غافل انسان

اللہ تعالیٰ کے یہ اعلانات بالکل ٹھیک ہیں جو تمہیں اوپر کی سطروں میں سنائے گئے ہیں۔ ان ناکامیاب اور نہ قبول ہونے والی حسرتوں کے آنے سے پہلے قرآن مجید کی ہدایات کو دل سے مان جا اور انہیں

عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسرا اعلان

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵)

ترجمہ۔ تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا کہ جس کو نوحؑ کا حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں۔ وہ ان پر گراں گزرتی ہے اور جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اُسے راہ دکھاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ اطلاع دے رہا ہے کہ تمہیں وہی دین دیا گیا ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا تھا۔ لہٰذا تمہیں متفق علیہ دین کی قدر کرنی چاہیئے اور عملاً اسے اپنا لینا چاہیئے اور اس متفق علیہ دین میں رخنے ڈال کر علیحدہ علیحدہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے (دینی مختلف پارٹیاں ہو کر) نہ ہونا چاہیئے۔ جس طرح کہ آج کل کے دور کے مسلمان آپس میں رخنے ڈال کر ٹکڑے ٹکڑے (دینی مختلف پارٹیاں ہو چکے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

تیسرا اعلان

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

قرآن مجید کے احکام کے مطابق اپنے معاملات میں فیصلہ نہ کرنا نفاق کی علامت ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (سورۃ النساء رکوع ۹ پارہ ۵)

ترجمہ۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس چیز پر ایمان لانے کے دعوے کرتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ شیطان سے کرائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اُسے نہ مانیں اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے اور جب انہیں کہا جاتا ہے جو چیز اللہ نے نازل کی ہے۔ اس کی طرف آؤ۔ اور رسول کی طرف آؤ۔ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

شریعت کو چھوڑ کر عدالت سے فیصلہ

کرانے والے مسلمان گذشتہ سطور کو غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ آیا وہ شریعت سے روگردانی کر کے دنیاوی عدالت سے فیصلہ کرانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن سمجھے جائیں گے۔ یا منافق اور اگر منافق ہیں تو پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان کی قبر بہشت کا باغ ہوگی یا دوزخ کا گڑھا اور قیامت کے دن قرآن مجید کی روشنی میں ان کا ٹھکانا بہشت ہوگا یا دوزخ۔

اس سے بڑھ کر بیوقوفی

بھی کوئی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے چند روزہ نفع کی خاطر آخرت میں اپنا ٹھکانہ دوزخ بنا لیں۔ جس دوزخ کی آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔ لہٰذا ان حصوں میں دنیا کی آگ کی گرمی کا ایک حصہ ملا لیا جائے تو دوزخ کی آگ ستر حصہ گرم ہو جائے گی۔ اسی لئے میں صاف کہا کرتا ہوں کہ

عقلمند فقط وہ لوگ

ہیں جو دنیا کی زندگی کے تمام معاملات قرآن مجید کی روشنی میں فیصلہ کر کے انجام دیں۔ اور وہ لوگ بڑے ہی ناعاقبت اندیش۔ احمق اور بیوقوف ہیں جو قرآن مجید کے خلاف اپنے فیصلے کریں۔ یا کرائیں۔ ایسے لوگ خواہ غریب ہوں یا امیر۔ خواندہ ہوں یا ناخواندہ سب اسی کھاتے میں آئیں گے جو اوپر کی سطروں میں ذکر کیا گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے فیصلہ کے خلاف راستہ اختیار کرنے والے دنیا میں بھی

ہرگز چین نہیں پائیں گے

مثلاً قرآن مجید کا فیصلہ میاں بیوی

کے جھگڑے کے وقت یہ ہے ۔
پہلا نمبر وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝
(سورۃ النساء رکوع ۳ پ۴)

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو

مثلاً

تمہاری بیوی رنگ و روپ کی سادہ ہے ۔ مگر انتہا درجہ کی وفا شعار خدمتگزار اور خاوند کے ماں باپ کی تابعدار دن رات لونڈیوں کی طرح ان کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتی ہو۔ وہ ہزار درجہ اُس خوبصورت بیوی سے بہتر ہے۔ جسے اپنے حسن پر اتنا ناز ہو کہ تمہیں بھی بدصورت ہونے کے باعث ذلیل سمجھے اور اپنے حسن و جمال کے باعث خاوند کے ماں باپ کی خدمت کو اپنے حق میں عار خیال کرے اور اگر ہانڈی روٹی پکانے کے لئے ساس کہے تو یہ جواب دے کہ میں کوئی باورچن بن کر آئی ہوں اور اگر ساس پانی مانگے تو کہے کہ میں کوئی تیری لونڈی بن کر آئی ہوں۔ اے مسلمان تو خود فیصلہ کر کہ پہلی بیوی بہتر ہے یا دوسری۔ اور اگر وہ

ناپسندیدہ بیوی نہیں رکھنی

تو پھر فیصلہ الٰہی سُن لو وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا الاٰیۃ (سورہ البقرہ ع۲۹ پ۲)

ترجمہ اور انہیں (بیویوں) کو تکلیف دینے کے لئے مت روکو تاکہ تم سختی کرو اور جو ایسا کرے گا تو اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اور اللہ کی آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اگر کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو نہ مانا کہ اگر بیوی ناپسند ہے تو اسے محض دُکھ دینے کے لئے اپنے نکاح میں مت رکھو۔ اب مثلاً ایک شخص اپنی بیوی کو عزت سے آباد بھی کرنا نہیں چاہتا اور محض اسے دق اور تنگ کرنے اور دُکھ پہنچانے کے لئے اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ اور اسے دن رات مار پیٹ کرتے رہتا ہے تو کوئی بعید نہیں کہ عورت کے بھائی اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اسے ایسا ماریں کہ ہڈی پسلی توڑ دیں اور ایسی جگہ چھپ کر اسے ماریں کہ نہ وہاں کوئی گواہ مل سکے اور نہ کسی نے اس کی چیخ و پکار ہی سنی ہو اور یہ بھی بعید نہیں کہ اسے وہ لوگ کہیں جنگل میں قتل ہی کر دیں۔ جہاں سے لاش بھی نہ ملے اور قاتلوں کا کوئی ثبوت ہی نہ ملے۔

نصیحت

اے انسان اللہ تعالیٰ سچا ہے۔ تیرے لئے دُنیا کی زندگی ہو یا آخرۃ کی۔ چین اسی میں ہے کہ تو تابع فرمان الٰہی ہو کر چلے۔ اب دیکھو اسی گذشتہ صورت حال میں اگر تم اللہ تعا کی مرضی کے مطابق چلو کہ اگر تمہیں بیوی پسند نہیں ہے تو اس سے

قطع تعلق کی یہ صورت اختیار کرو

کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو۔ یعنی نہ لڑائی ہو نہ جھگڑا۔ شریعت کے حکم کے مطابق حسب توفیق بیوی کو ایک عمدہ نیا جوڑا بنا دو اور اس کے جہیز کا سارا سامان سلائی سرمہ دانی تک صندوقوں کو بھر لو اور جو مہر کا روپیہ ہے وہ جیب میں ڈال لو اور تانگے یا موٹر پر بیوی کو بٹھا دو اور پیچھے سے سسرال کے گھر چلے جاؤ اور جا کر ادب سے ساس سے کہدو۔ اماں جی سلام۔ وہ پوچھے گی بیٹا کیسے آئے ہو۔ ادب سے عرض کر دو۔ اماں جی یہ لڑکی آپ کی میرے پاس امانت تھی۔ افسوس ہے کہ میری اور اس کی طبیعت نہیں ملی۔ اس لئے اسے جیسے دُلہن بنا کر اور سازوسامان جہیز کا ساتھ لے کر عزت سے لے گیا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح عزت سے مع سامان کے آپ کی امانت آپ کے سپرد کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اس طرح کرنے سے نہ تو ساس بد دعائیں دے گی۔ اور نہ لوگوں کی نظر میں لڑکے والوں کی بدنامی ہوگی اور نہ لڑکی والوں کی بدنامی ہوگی۔

برادران اسلام

اسی ایک مثال پر بقیہ معاملات کو بھی قیاس کر لیجئے۔ اگر ہم لوگ قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق چلیں پھر نہ کہیں دنگا ہوگا۔ نہ فساد ہوگا۔ اور باہمی معاملات بھی خوش اسلوبی سے طے ہوتے جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

اس خطبہ کے عنوان کا دوسرا حصہ یہ ہے

"اس علم پر جو قرآن مجید سے حاصل ہو، عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کیا جائے۔ یہ طرز عمل ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازمی ہے۔ امیر ہو یا غریب۔ زمیندار ہو یا کاشتکار۔ رعیت ہو یا راعی۔ نوکر ہو یا آقا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں

صاف اعلان فرمایا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝
(سورۃ الاحزاب ع۲۱۔ پ۲۱)

ترجمہ۔ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

وضاحت کے لئے مثالیں

پہلی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا حکم تو دے دیا۔ مگر خود پڑھ کر نہیں دکھائی۔ روزہ رکھنے کا حکم تو دیدیا۔ مگر خود روزہ رکھ کر نہیں دکھایا۔ تیسری۔ حج کرنے کا حکم تو دے دیا۔ مگر خود حج کر کے نہیں دکھایا۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرما دی اور حضور انور کی

تمام اُمت کو حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھو لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کے ہو ہی نہیں سکتی۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث قرآن مجید کی طرح آج تک محفوظ ہیں۔

کیونکہ اگر احادیث نبویہ محفوظ نہ رہتیں تو قرآن مجید کے الفاظ تو محفوظ رہتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مراد جو قرآن مجید کے الفاظ میں تھی وُہ محفوظ نہ رہتی۔

انکار حدیث کا سبب

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے محفوظ رہنے کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے نہ کسی اہل السنۃ والجماعۃ کے محقق عالم سے قرآن مجید اول سے آخر تک علمی تحقیقات کی روشنی میں پڑھا اور نہ کسی اہل السنۃ والجماعۃ کے محقق اور متبحر عالم سے احادیث نبویہ کی مستند کتب احادیث کے پڑھنے اور سند لینے کا شرف ہی حاصل کیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جو ان کے خیال میں آتا ہے وُہ مُنہ سے کہتے جاتے ہیں اور مسلمان پہلے ہی سے عام طور پر جاہل واقع ہوئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چلو علم حدیث کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے بھی جان چھوٹی۔

اے تعلیم یافتہ نوجوان سوچ تو سہی

اگر بچے کو پرائمری تعلیم دلانے کے لئے پرائمری سکول میں داخل کرانا اور پرائمری کی تعلیم دینے والے اُستادوں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرانا ضروری ہے۔ اور اگر مڈل کی تعلیم دلانے کے لئے مڈل سکول میں داخل کرانا اور وہاں کے استادوں سے بچے کو تعلیم دلانا ضروری ہے اور اگر میٹرک کی تعلیم دلانے کے لئے ہائی سکول میں داخل کرانا اور وہاں کے ماسٹروں سے تعلیم دلانا ضروری ہے اور اگر بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے طالب علم کو کالج کے پروفیسروں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے اور پھر اگر وکالت کی ڈگری حاصل کرنی ہے تو بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد لا کالج میں داخل ہونا ضروری ہے اور اگر اس کے بعد بیرسٹرایٹ لا کی ڈگری حاصل کرنی ہے تو لندن کا سفر کرکے وہاں کے کالجوں سے ڈگری حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر ایم۔بی۔بی۔ایس کی ڈگری حاصل کرنے کا شوق ہے تو میڈیکل کالج میں داخل ہو کر قابل ترین ڈاکٹروں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر پھر سول سرجن بننے کا شوق ہے۔ تو سفر کر کے وہاں سے ڈاکٹری کی اعلےٰ ڈگری حاصل کرنے کے لئے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ تو کیا جب آسمان سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید بذریعہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن مجید کا معلّم بنایا تھا تو کیا اس مقدس زمانہ کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید نہیں پڑھا تھا۔ اور کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جب کبھی صحابہ کرام کو کسی آیت کا مفہوم معلوم کرنے میں کوئی اُلجھن معلوم ہوتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا کرتے تھے؟ اور آپ اس کا جواب دیا کرتے تھے اور کیا اس قسم کے سوالات اور جوابات بفضلہ تعالیٰ محدثین حضرات کی سعی جمیل سے آج تک کتب احادیث میں محفوظ نہیں ہیں

مثلاً

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے کعب بن عجرہ ملے۔ پھر کہا۔ کیا میں تمہیں ایک ایسا تحفہ نہ دوں۔ جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ پھر میں نے کہا۔ ہاں۔ وہ تحفہ مجھے دیجئے۔ پھر اس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ پھر ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں۔ پس تحقیق اللہ نے ہمیں سکھایا ہوا ہے کہ آپ پر سلام کس طرح پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اے حدیث کے محفوظ رہنے کے انکار کرنیوالے نوجوان

اس قسم کے اور بھی کئی واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر تیرے غلط خیالات کو تبدیل کرنے کے لئے فقط ایک واقعہ بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اگر محدثین حضرات نے اس قسم کے واقعات پورے چودہ سو سال سے محفوظ نہ رکھے ہوتے اور آج ہم مسلمانوں سے کوئی مخالف یہ سوال کرتا۔ کہ تمہارے قرآن مجید میں یہ آیت آئی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (سورۃ الاحزاب ع ۷ پ ۲۲)

ترجمہ۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

تو اس مخالف کو کیا جواب دیتے

لہذا یہ چیز ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید

کے ارشادات کا صحیح مفہوم وہی ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

اس قاعدہ کلیہ کا ثبوت

بھی قرآن مجید ہی سے ملاحظہ ہو وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۔ (سورۃ النجم ع ۱ پ ۲۷) ترجمہ۔ اور نہ وہ (رسول) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ (رسول کا ہر فرمان) وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

اے انکار حدیث کی غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے

نوجوان اس فرمان الٰہی کو غور سے پڑھ

مذکورۃ الصدر دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے۔ کہ میرے پیغمبر کی زبان مبارک سے دین کے متعلق جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ سب وحی الٰہی ہے۔ البتہ

اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء سلف وخلف

کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور انورؐ کی زبان مبارک سے برآمدہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ وحی جلی (جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے کہ اس وحی کے معانی پر الفاظ کا جامہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے پہنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اس وحی کا دوسرا نام وحی متلو ہے (جو وحی جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کو پڑھ کر سنائی ہے)۔ اور وحی خفی۔ وحی خفی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور انورؐ کے قلب پر معانی کا القاء ہوتا ہے اور ان معانی پر حضور انورؐ الفاظ کا جامہ خود پہناتے ہیں۔ وحی کی اس قسم کا دوسرا نام وحی غیر متلو بھی ہے۔ یعنی جس وحی کو الفاظ کا جامہ پہنا کر سنایا نہیں گیا۔ معانی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ اور ان معانی کو الفاظ کا جامہ حضورؐ نے خود پہنایا۔

اے غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان

ٹھنڈے دل سے میرے سابقہ الفاظ کو پڑھ۔ اس دوسرے قسم کی وحی یعنی خفی کا نام حدیث شریف ہے۔ اب انصاف سے کہہ۔ اگر سچے اور درد دل رکھنے والے خادمان حدیث کی برکت سے نسلاً بعد نسل حضور انورؐ کے یہ ارشادات محفوظ نہ رہتے تو کیا مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہِ عِلْمٌ کا ایک حصہ صفحہ ہستی سے مفقود نہ ہو گیا ہوتا۔ اور کیا پھر اس قسم کے منکرین حدیث کے ذریعہ سے جو اسلام کتر و بیونت شدہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا وہ اصلی اسلام ہوتا؟ اور مکمل خدائی اسلام ہوتا۔

اے غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان

غور سے سُن اور انصاف کر۔ کیا پھر وہ کتر و بیونت شدہ اسلام جو پیش کیا جاتا اس میں وہ حکمتیں اور مصلحتیں ہوتیں؟ اور دُنیا اور آخرۃ کی فلاح دارین کا کفیل ہوتا؟ اور کیا غیر مُسلم مُنہ پھٹ اس مصنوعی اسلام کے مذاق کے طور پر فضاء آسمانی میں پرخچے نہ اُڑاتے؟ اور تو مُنہ تکتا نہ رہ جاتا؟ اب ہم لوگ جنہوں نے بفضلہ تعالیٰ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے پیش کردہ اسلام کی نشر و اشاعت میں عمریں صرف کی ہیں۔ ہر انصاف کے طالب غیر مسلم پر جرأت اور ہمت سے اس اسلام کو مصالح اور حکم سے آراستہ اور پیراستہ کرکے پیش کر سکتے ہیں۔ ھذا من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ۝

ایمان واسلام

حضرت معاذؓ حضورؐ سے پوچھتے ہیں کہ مجھے کسی ایسے عمل کی خبر دیجئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے دور کر دے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا سوال بہت بڑے امر کا ہے۔ ہاں وہ اس پر آسان ہے جس پر خدا آسان کر دے۔ اللہ کی عبادت کر اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ نماز قائم رکھ زکوٰۃ دیتا رہ۔ رمضان کے روزے رکھ۔ بیت اللہ کا حج کر۔ آمیں تجھے بھلائی کے دروازے بھی بتلا دوں روزہ ڈھال ہے صدقہ خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسان کی آدھی رات کی تہجد گزاری۔ اب میں تمہیں اس تمام امر کا سر اور اسکا ستون کیا اسکے کوہان کی بلندی بھی بتلا دوں۔ تمام امر کا سر تو اسلام ہے۔ اس کا ستون نماز ہے اسکے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ اب میں تمہیں اس تمام کام کا خلاصہ بتلاؤں میں نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ ضرور بتلایئے فرمایا اسے روک لے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ کیا جو باتیں ہم کرتے ہیں ان پر بھی ہماری پکڑ ہوگی آپ نے فرمایا معاذ تمہاری عقلمندی پر افسوس ہے انسان کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالنے والی چیز یہ زبان کا کنارہ ہی تو ہے یہ صحیح حدیث ہے۔

ایک اعرابی نے آپ سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جس کے کرنے سے میں جنتی بن جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا فرض نماز برابر پڑھتے رہو۔ فرض زکوٰۃ برابر دیتے رہو رمضان کے روزے پابندی سے رکھو۔ وہ کہنے لگا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ اس پر زیادتی کرونگا نہ اس میں کمی کرونگا۔ جب وہ جانے لگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے (متفق علیہ)

ایک اور شخص نے آپ سے عرض کی کہ مجھے کسی ایسے عمل کی خبر دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دور کر دے۔ آپؐ نے کہا نسمہ آزاد کر اور گردن چھڑا۔ اس نے کہا کیا یہ دونوں ایک ہی بات نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا نسمہ کی آزادی تو یہ ہے کہ اکیلا تو ہی ایک غلام آزاد کرے اور گردن خلاصی یہ ہے کہ تو کسی غلام کی آزادی میں کوئی حصہ لے اور بہتر چیز کا تحفہ دینا اور ظلم کرنیوالے رشتہ دار سے سلوک کرنا اور بھوکے کو کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا اور نیک باتیں کہنا (مسند احمد)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اما بعد آج کا عنوان ہے۔

تزکیۂ نفس کی برکت

شریعت کا اتباع عقیدت سے بالآخر بصیرت سے ہو جاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرائض قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے دو ہیں۔ تعلیم کتاب اور تزکیہ نفس۔ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ الآیہ (سورہ الجمعہ ع ۱۔ پ ۲۸) (ترجمہ۔ اور وہ (پیغمبرؐ) انہیں پاک کرتا ہے۔ اور کتاب سکھاتا ہے)۔

یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے تعلیم کتاب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات کا مفہوم سمجھا دینا اور اللہ تعالیٰ کی جو مراد ہے وہ بتلا دینا۔ تزکیہ کا مطلب یہ ہے کہ باطن کو امراض روحانی سے پاک کر کے اتباع شریعت کے لئے تیار کر دینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ کرامؓ کو قرآن مجید کا مطلب بھی سمجھ آ جاتا تھا اور ان کا اندر بھی روحانی امراض سے پاک ہو جاتا تھا۔ اندر پاک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے انسان کا تعلق درست ہو ہی نہیں سکتا اور اسکے اعمال بارگاہ الٰہی میں مقبول نہ ہوں گے۔ جس طرح مچھلی کھانے کے قابل تب ہوتی ہے۔ جب اس کے اندر کی انتڑیاں وغیرہ نکال کر اندر صاف کر لیا جائے۔ بکری بھی اندرونی آلائشوں کو صاف کرنے کے بعد کھانے کے قابل ہوتی ہے۔ اسی طرح جب تک انسان کا اندر امراض روحانی سے پاک نہ ہو۔ اس کے اعمال بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتے۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ کبر۔ عُجب۔ حسد۔ ریا۔ کفر۔ شرک اور نفاق اعتقادی سات روحانی امراض ہیں۔ ان کے متعلق میں پہلے تفصیل سے عرض کر چکا ہوں آج اُن کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اندر خود بخود پاک ہو جاتا تھا۔ آپ کے بعد اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اذکار کے کچھ طریقے مقرر کئے ہیں۔ اور وہ کچھ ہدایات دیتے ہیں۔ ان طریقوں اور ہدایات پر عمل کرنے سے اندر امراض روحانی سے پاک ہو جاتا ہے۔ آپؐ کے مبارک زمانہ میں تزکیہ وھبًا ہوتا تھا۔ اب کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس کو بدعت کہنا غلطی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مادری زبان عربی تھی۔ قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے لئے ان کو نہ صرف۔ نہ نحو اور نہ لغت کی ضرورت تھی۔ لیکن ان تینوں علوم کے بغیر کوئی پنجابی قرآن مجید کا مطلب پورے طور پر سمجھ ہی نہیں سکتا۔ صرف سے صیغوں کا پتہ چلتا ہے۔ نحو سے اعراب کا علم حاصل ہوتا ہے۔ انگریزی۔ اردو اور فارسی تینوں زبانوں میں آخر میں اعراب نہیں ہوتے عربی زبان میں کہیں زبر کہیں زیر اور کہیں پیش ہوتی ہے۔ اَلْحَمْدُ میں آخر میں پیش ہے لِلّٰہِ میں زیر ہے اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں زبر ہے۔ علم نحو سیکھے بغیر کوئی شخص بھی عربی ٹھیک نہیں پڑھ سکتا۔ تو کیا صرف۔ نحو اور لغت پڑھنا بدعت ہے؟ ہرگز نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تزکیہ وھبًا ہوتا تھا۔ آپ کی نظر کیمیا اثر پڑی اور سینہ امراض روحانی سے پاک ہو گیا۔ نہ کبر رہا۔ نہ حسد رہا۔ سب امراض روحانی سے شفا ہو جاتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُاُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (الحدیث) (باب حفظ اللسان والغیبت والشتم الفصل الثالث) (رواھما احمد والبیہقی فی شعب الایمان (ترجمہ عبدالرحمٰنؓ بن غنم اور اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جب انکو دیکھا جائے تو اللہ یاد آئے) باطن کا بیٹا ہو تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں بیٹھنے سے ان کا عکس بے تحاشا پڑتا ہے۔ جس طرح بینا باغ میں جائے تو اسکو سرور حاصل ہوتا ہے باغ میں جتنے پودے ہیں۔ سب کی جڑ ایک سی ہے۔ لیکن اوپر کوئی سرخ۔ کوئی سفید اور کوئی زرد ہے۔ اندھے کو ان باتوں کا کوئی پتہ نہیں لگتا۔ مولا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی انور کے نانا کا ایک واقعہ مجھے مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے سنایا۔ وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ لیکن کافی عرصہ سے ذکر چھوڑ بیٹھے تھے۔ وہ ایک بار حضرت دین پوریؒ کے ہاں دین پور شریف گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں ابھی گاؤں سے دور کافی فاصلہ پر ہی تھا کہ میرے سب لطائف جاری ہو گئے۔ اندھیری رات تھی۔ لیکن روحانیت کا اثر پڑ رہا تھا۔

پہلے مسلمان عقیدت سے شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ تزکیہ کے بعد بصیرت سے کرتا ہے۔ جس طرح طبیب دواؤں کی تاثیر کو بصیرتاً مانتا ہے۔ اس کو علم ہے کہ فلفل سیاہ بھی گرم ہے اور شہد بھی گرم ہے۔ دونوں معدہ میں جا کر گرمی پہنچائینگی۔ اور سردی دور ہو جائے گی۔ اس لئے وہ نسخہ بصیرت سے تجویز کرے گا۔ لیکن ایک عامی آدمی عقیدت سے دواؤں کی تاثیر کو مانتا ہے اسی طرح عام مومن شریعت کا اتباع عقیدت سے کرتے ہیں۔ نجات کے لئے یہ بھی کافی ہے۔ لیکن تزکیہ کی برکت سے انسان شریعت کا اتباع بصیرت سے کرنے لگتا ہے۔

بصیرت عقیدت سے بالاتر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ الآیۃ (سورۃ البقرہ رکوع ۲۲ پ ۲) (ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ) — ایک چور بھینس چوری کر کے لاتا ہے۔ تربیت یافتہ مسلمان اس بھینس کا دودھ پیئے گا۔ تو اندر کا نور بجھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جو سرور حاصل ہوتا تھا۔ وہ ختم ہو جائے گا۔ اس

کو اس کا احساس ہوگا۔ جو شخص تربیت یافتہ نہیں۔ وہ اگر چوری کی بھینس کا دودھ پئیگا تو اس کو احساس بھی نہ ہوگا کہ اس سے اس کا کتنا نقصان ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی برکت سے بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے حلال اور حرام کا پتہ چلتا ہے۔ اسکی مثال یوں سمجھئے کہ بجلی کا بلب جل رہا ہو تو ہر چیز کا پتہ لگتا ہے۔ بجلی بجھا دیجئے تو سب ایک دوسرے پر گریں گے۔ کسی کا پاؤں دوسرے کے ہاتھ پر پڑے گا تزکیہ کی برکت سے نورِ باطن کے بجھ جانے کا پتہ لگتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے سے جو سرور حاصل ہوا تھا۔ وہ رخصت ہو گیا اور اس کی جگہ بے قراری اور پریشانی آ گئی۔ بعض اللہ والوں کے متعلق سُنا ہے کہ ان پر جب قبض طاری ہوئی ۔ ۔ ۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! قبض کھول دے نہیں تو پھانسی لے کر مرتا ہوں۔ وہ اس پریشانی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اللہ والوں کے ہاں قبض اور بسط دو لفظ مستعمل ہیں۔ بسط کے معنی ہیں یاد الٰہی سے طبیعت میں فرحت و سرور کا پیدا ہونا اور قبض کے معنی ہیں اس فرحت و سرور کا ختم ہو جانا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں فرحت و سرور حاصل ہو وہ نہ کپڑوں کو دیکھتا ہے اور نہ کپڑوں میں لگی ہوئی دھجیوں کو دیکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اس سرور پر ساری دنیا کی نعمتوں کو قربان کر دیا جائے تو سستا سودا ہے اگر کوئی بینا اندھا ہو جائے۔ تو وہ بینائی حاصل کرنے کے لئے سب کچھ دینے کے لئے تیار ہوگا۔

مزکی بھی لاکھوں میں کوئی ہوتا ہے اور تزکیہ کرانے والا بھی کوئی ہوتا ہے۔ بچہ جب تک جوان نہیں ہوتا ماں اس کی نگرانی کرتی ہے۔ وہ کہتی رہتی ہے۔ یہ نہ کھاتا اور وہ نہ کھانا۔ جب وہ جوان ہو جاتا ہے۔ تو اس کو اپنے نفع اور نقصان کا خود احساس ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح ہادی پہلے تو ہر بات میں ہدایات دیتا ہے لیکن جب طالب کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ تو اس کو خود احساس ہو جاتا ہے۔ ہادی کی صحبت میں آنے سے پہلے انسان عقیدت سے شریعت کا اتباع کرتا ہے۔ اس صحبت میں رہ کر جب تربیت پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نور بصیرت حاصل ہوتا ہے۔ پھر انسان احکام شرعیہ کی تعمیل اس نور بصیرت کی روشنی میں انجام دیتا ہے۔ جن کو یہ نعمت نصیب ہو جاتی ہے۔ وہی اس کی قیمت کو سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرے نہیں سمجھ سکتے۔ جب ذکر الٰہی کی لذت سلب ہو جاتی ہے۔ تو وہ بے قرار ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی گناہ کی سزا ملی ہے۔ تربیت یافتہ انسان آہستہ آہستہ سزا کی علت بھی تجویز کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ آئندہ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ جس کی اس کو سزا ملی ہے تزکیہ کی برکت سے انسان سمجھنے لگتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ فرمائے اسی میں رحمت اور اسی میں برکت ہے۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا احساس ہوتا ہے۔ طہارت ظاہر کی صفائی کو کہتے ہیں اور تزکیہ باطنی کی صفائی کا نام ہے۔ اسلام نے دونوں قسم کی صفائی کو ضروری قرار دیا ہے۔

جس کام میں پیسے ملتے ہیں۔ اس میں آپ سب محنت کرتے ہیں۔ لیکن جب ذکر الٰہی کے لئے کہا جائے تو جواب ملتا ہے کہ فرصت ہی نہیں ملتی۔ اس میں بھی محنت کی ضرورت ہے۔ کسی زمانہ میں لائل پور کا ضلع اتنا بڑا جنگل تھا کہ قتل کرنے کے بعد اس میں قاتل چھپ جاتا تو اس کا پتہ نہ چلتا تھا۔ زمینداروں نے محنت کی تو سارا علاقہ آباد ہو گیا۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے ؎

ہر آں کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بھی محنت کی ضرورت ہے۔ اس میں محنت کی جائے تو یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے کہ انسان شریعت کا اتباع بصیرت سے کرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو یہ درجہ نصیب فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

جن کو یہ درجہ نصیب ہو جاتا ہے۔ ان سے جب گناہ ہو جائے تو ان کو پتہ لگتا ہے کہ اندر کا نور بجھ گیا۔ وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہونگے اور اللہ تعالیٰ معاف فرما دیگا۔ اور اندر کا نور دوبارہ روشن ہو جائیگا۔ جبتک آپ ذکر الٰہی کی طرف خاص توجہ نہ کرینگے کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔

(باب الاستغفار والتوبۃ۔ الفصل الاوّل) (رواہ البخاری)

(ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔ البتہ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں اور اسکی طرف توبہ کرتا ہوں۔ دن میں ستّر بار سے زیادہ)۔

آپؐ کا استغفار گناہوں سے نہیں تھا۔ آپؐ کے دامن میں کوئی گناہ نہیں تھا۔ آپؐ ہر گناہ سے کبیرہ ہو یا صغیرہ معصوم تھے۔ لیکن دوسروں کے گناہوں کا عکس پڑتا تھا۔ جس طرح انسان جب کسی بدبودار چیز کے پاس سے گزرتا ہے تو اس کا دماغ بھرا جاتا ہے۔ حالانکہ اس بدبودار چیز کے پاس سے ہی فقط گزرا ہے۔ تزکیہ کی برکت سے انسان مردم شناس ہو جاتا ہے۔ اس کو نیک و بد کا پتہ چلتا ہے۔ اس پر نیک کی نیکی اور بد کی بدی کا عکس پڑتا ہے۔ جب چودھویں صدی میں ایسے اللہ کے بندے موجود ہیں۔ جن کو گناہوں کی بو آتی ہے تو حضور انورؐ کے مزاج میں کتنی لطافت ہوگی؟

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفایاب ہو کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

تزکیہ کے مختلف مدارج ہیں۔ جس طرح ایک ایک زینہ چڑھ کر انسان بہت اونچا چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح ہادی آہستہ آہستہ چلاتا ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ انسان درجہ تکمیل پر پہنچ جاتا ہے۔ باطن کے بینا کو جو راحت حاصل ہوتی ہے۔ وہ بڑے سے بڑے دنیا دار کو بھی نصیب نہیں ہوتی۔ لیکن ان باتوں کی سمجھ کتنوں کو ہے؟ اکثریت ان کی ہے جن کو نہ خود سمجھ ہے اور نہ دوسروں کے سمجھانے سے سمجھتے ہیں۔ جو سمجھانے سے بھی نہ سمجھے پھر اس کو خدا سمجھے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تزکیہ کی برکت سے وہ درجہ نصیب فرمائے۔ جس میں ہم شریعت کا اتباع بصیرت سے کر سکیں۔

آمین یا الہ العالمین

از عبدالرحمٰن لدھیانوی

خشیــــــت الٰهـــــی

خوفِ خُدا

گزشتہ سے پیوستہ

خوف حاصل کرنیکی تدبیر

مقامات دین میں پہلا مقام یقین و معرفت ہے اور پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے زہد و صبر و توبہ پیدا ہوتی ہے اور زہد و توبہ سے صدق و اخلاص اور ذکر و فکر پر مواظبت (ہمیشگی) پیدا ہوتی ہے اور پھر اس سے انس و محبت ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

آدمی اگر معرفت سے عاجز ہو تو اہل خوف کی خدمت میں بیٹھے تا کہ ان لوگوں کا خوف اُس میں سرایت کرے۔ اور اہل غفلت سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اس طریق سے بھی خوف پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ تقلیدی ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب اہل خوف کو نہ پائے۔ یعنی اس کو ان کی صحبت میسر نہ ہو تو پھر یہ کرے کہ ان کے حالات سنے اور انکی کتابیں پڑھے

بشارتِ خشیّت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ہ (پ۲۹ - ع ۱) ترجمہ :- بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے معافی اور بڑا ثواب ہے

یعنی اللہ کو دیکھا نہیں۔ مگر اس پر اور اس کی ساری صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اس کی عظمت و جلال کے تصوّر سے لرزتے اور اس کے عذاب کا خیال کرکے تھرتھراتے ہیں۔ یا بالغیب کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگوں کے مجمع سے الگ ہو کر خلوت و عزلت میں اپنے رب کو یاد کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ کَرِیْمٍ پ۲۲ ع ۱۸

سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈر سنائے اس کو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے۔ سو اس کو خوشخبری دے معافی کی اور عزّت کے ثواب کی۔

تشریح :- ڈرانے کا فائدہ اُسی کے حق میں ظاہر ہوتا ہے جو نصیحت کو مان کر اس پر چلے اور اللہ کا ڈر دل میں رکھتا ہو۔ جس کو خدا کا ڈر ہی نہیں نہ نصیحت کی کچھ پرواہ۔ وہ نبی کی تنبیہ و تذکیر سے کیا فائدہ اُٹھائے گا۔ ایسے لوگ بجائے مغفرت و عزّت کے سزا اور ذلت کے مستحق ہوں گے۔

جو لوگ سب رسولوں اور کتابوں پر یقین لائے اور بھلے کاموں میں لگے رہے۔ وہی بہترین خلائق ہیں۔ ان کو جنّت کے باغوں اور نہروں سے بڑھ کر رضائے مولا کی دولت نصیب ہوگی جو تمام نعمتوں کی اصل رُوح ہے۔ یہ بلند مقام صرف ان بندوں کو ملے گا جو اپنے رب کی ناراضی سے ڈرتے ہیں۔

خوفِ خدا

وقت آ گیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اُس کے سچّے دین کے سامنے جُھک جائیں۔ اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں۔ ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو۔ نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ مسلمان اب اپنے پیغمبر کے ارشادات سن کر نرم دلی، انقیاد کامل اور خشوع لذکراللہ کی صفات سے متصف ہوں۔ اور اس بلند مقام پر پہنچیں جہاں کوئی اُمت نہ پہنچی تھی۔

(۱) وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ پ۲۲ ع ۲۔ ترجمہ (اور اللہ سے زیادہ چاہیئے ڈرنا تجھ کو۔)

انسان کو اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔

(۲) اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہ پ۱۰ ع ۸۔ (ترجمہ۔ کیا ان سے ڈرتے ہو۔ سو اللہ کا ڈر چاہیئے تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو)

مومنین کو سب سے بڑھ کر خدا کا خوف ہونا چاہیئے۔ خدا کا ڈر جب دل میں آ جائے۔ پھر سب ڈر نکل جاتے ہیں۔

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے۔ اور اُس کے قہر و غضب سے لرزاں و ترساں رہے۔ کیونکہ نفع و ضرر اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی مخلوق ادنےٰ سے ادنےٰ نفع و ضرر پہنچانے پر بدوں اُس کی مشیّت کے قادر نہیں۔

(۳) فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ پ۶ - ع۱۱) ترجمہ۔ سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو۔

لوگوں کے خوف یا دنیوی طمع کی وجہ سے آسمانی کتاب میں تبدیل و تحریف مت کرو۔ اس کے احکام و اخبار کو مت چھپاؤ اور خدا کی تعذیب و انتقام سے ڈرتے رہو۔

آج کفار اس بات سے مایوس ہو گئے ہیں کہ تم کو تمہارے دین قیّم سے ہٹا کر کفر کی طرف لے جائیں یا دین اسلام کو مغلوب کر لینے کی توقعات باندھیں۔ یا احکام دینیہ میں کسی تحریف و تبدیل کی اُمید قائم کر سکیں۔ آج تم کو کامل و مکمل مذہب مل چکا۔ جس میں کسی ترمیم کا آئندہ امکان نہیں۔ خدا کا انعام تم پر پُورا ہو چکا۔ خُدا نے ابدی طور پر تمہارے لئے اسی دین اسلام کو پسند کر لیا۔ ایسے حالات میں تم کو کفار سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ اس محسن جلیل اور منعم حقیقی کی ناراضی سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ جس کے ہاتھ میں تمہاری ساری نجاح و فلاح اور کُل سود و زیاں ہے۔

آئندہ مسلم قوم کو کفار سے اس وقت تک کوئی اندیشہ نہیں۔ جب تک ان میں خشیّت الٰہی اور تقویٰ کی شان موجود رہے۔

اللہ تعالیٰ نے خاشعین (ڈرنے والے مردوں) اور خاشعات (ڈرنے والی عورتوں) کو جنت کی بشارت دی ہے۔ پ۲۲ ع ۲
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی
(ترجمہ۔ بے شک اس (قصہ موسیٰ اور فرعون) میں سوچنے کی جگہ ہے۔ جس کے دل میں ڈر ہے۔

آپ کا کام قیامت کی خبر سنا کر لوگوں کو ڈرا دینا ہے۔ اب جس کے دل میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ خوف ہوگا یا خوفِ آخرت کی استعداد ہوگی۔ وہ سن کر ڈرے گا۔ اور ڈر کر تیاری کرے گا۔ گویا آپ کا ڈرانا نتیجہ کے اعتبار سے صرف ان ہی لوگوں کے حق میں ہوا جو اس سے نفع اٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ورنہ نا اہل لوگ تو انجام سے غافل ہو کر ان ہی فضول بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ قیامت کس تاریخ، کس دن اور کس سنہ میں آئیگی۔
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰھَا
پ۳۰ ع ۴۔
تو تو ڈر سنانے کے واسطے ہے۔ اس کو جو اس سے ڈرتا ہے

"اے لوگو! بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے، اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی۔ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے"۔
(پ۲۱ ع ۱۷)

ابن العزیز نیاز

باسمہٖ جل شانہٗ

لِقَاءُ النَّاسِ لَیْسَ یُفِیْدُ شَیْئًا — سِوَی الْھَذَیَانِ مِنْ قِیْلٍ وَّقَالٍ
لوگوں کے پاس آمد و رفت بے سود ہوتی ہے — بجز اس کے کہ بکواس اور جھگڑا ہو۔
فَاَقْلِلْ مِنْ لِّقَاءِ النَّاسِ اِلَّا — لِاَخْذِ الْعِلْمِ اَوْ اِصْلَاحِ حَالٍ
سو لوگوں سے ملنا کم کر — البتہ حصول علم اور اصلاح نفس کیلئے ممانعت نہیں

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کا
علمی ولولہ اور اس کا انہماک

چونکہ :- اصل دین کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے اور وہی جمیع کمالات کا اساس ہے۔ تو جب تک یہ نہ ہو کوئی کارِ خیر مقبول نہیں ہوتا۔ اس لئے صحابہ کرامؓ کی ہمت بالخصوص ابتدائی زمانہ میں کلمۂ توحید کی اشاعت اور کفار سے جہاد کرنے میں زیادہ تر مشغول تھی۔ لیکن بایں ہمہ ان مشاغل کے ساتھ ساتھ ان کا علمی انہماک۔ ذوق و شغف جس کا ثمرہ آج چودہ سو برس تک علوم قرآن اور احادیث کا بقاء ہے ایک کھلی ہوئی چیز ہے۔

(ابتدائے اسلام کے بعد جب کچھ فراغت ان حضرات کو میسر ہو سکی۔ اور جماعت میں بھی کچھ اضافہ ہوا تو آیہ کریمہ وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ نازل ہوئی۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو یہ نہ چاہیئے کہ وہ سب کے سب (اشاعت کلمۂ توحید و جہاد بالکفار کے لئے) نکل کھڑے ہوں۔ سو ایسا کیوں نہ کیا جائے۔ کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں۔ اور تاکہ وہ قوم کو جبکہ وہ ان کے پاس واپس آ جاویں۔ ڈراویں۔ تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ قولہٗ تعالیٰ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا اور اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ہ میں عموم ہے۔ تو یہ آیت مندرجہ بالا ان دونوں کے منافی ہوئی۔ سو حضرت ابن عباسؓ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ آیہ مندرجہ بالا وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ نے ان دونوں آیتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حق تعالیٰ نے جامعیت عطا فرمائی تھی۔ اور اس وقت کے لئے یہ چیز ضروری تھی۔ کہ وہی ایک مختصر سی جماعت دین کے جملہ امور سنبھالے مگر تابعین کے زمانہ میں جب اسلام پھیل گیا اور مسلمانوں کی بڑی جماعت ہو گئی۔ نیز وہ پہلی جامعیت بھی نہ رہی تو ہر ہر شعبہ دین کے لئے پوری توجہ سے کام کرنے والے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیئے۔ محدثین کی مستقل جماعت بنی شروع ہو گئی۔ جن کا کام ضبط و اشاعت احادیث تھا۔ فقہا کی جماعت علیحدہ بنی۔ قراء اور مجاہدین غرضیکہ ہر ہر شعبے کو مستقل سنبھالنے والے پیدا ہوئے۔ اس وقت یہی چیز مناسب تھی۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو ہر شعبہ میں کمال اور ارتقا محال تھا۔ اس لئے کہ ہر شخص تمام چیزوں میں انتہائی کمال پیدا کرلے۔ یہ بہت دشوار ہے۔ یہ صفت تو باری تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء والاتقیا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کو عطا فرمائی تھی۔

ذیل میں بعض صحابہ کرام و دیگر حضرات کے چند مختصر واقعات قلمبند کیے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

جائے گا کہ ان حضرات نے کیا کیا دینی خدمات انجام دیں اور اُن کا علمی ولولہ و انہماک، وشغف کتنا تھا۔

فتاویٰ کا کام کرنے والی جماعت

اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کی مشغولی کے باوجود سب ہی علمی مشاغل میں ہر وقت منہمک رہتے تھے اور ہر شخص جو کچھ بھی حاصل کر لیتا تھا اس کی نشر و اشاعت اپنا فرض عین سمجھتا تھا۔ لیکن بایںہمہ ایک جماعت ان میں سے "افتاء" کے ساتھ مخصوص تھی جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں بھی فتاویٰ کا کام کرتی تھی۔ وہ حضرات ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ (۲) حضرت عمر فاروق رضؓ (۳) حضرت عثمان غنی رضؓ (۴) حضرت علی اسد اللہ رضؓ (۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ (۶) حضرت ابی بن کعب رضؓ (۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ (۸) حضرت معاذ بن جبل رضؓ (۹) حضرت عمار بن یاسر رضؓ (۱۰) حضرت حذیفہ رضؓ (۱۱) حضرت سلمان فارسی رضؓ (۱۲) حضرت بن ثابت رضؓ (۱۳) حضرت ابو موسیٰ رضؓ (۱۴) حضرت ابوالدرداء رضوان اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین۔

یہ ان حضرات کے کمال علم کی بات ہے جو سید الکونین شہ عرب و عجم کی موجودگی میں اہل فتویٰ (مفتی فتوے تحریر کر دینے والے) شمار کئے جاتے تھے۔ اور مشاہیر علماء میں سے تھے) باقی باقی۔

محمد شفیع عمر الدین بٹھ

عزت و ذلت

مہد سے لحد تک ہر فرد و بشر یہ تمنا رکھتا ہے کہ دنیا کی چار روزہ زندگی باعزت بسر ہو جائے۔ سوسائٹی میں اس کی آؤ بھگت ہوتی رہے۔ بلکہ وہ تو یہ بھی چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر ہوتا رہے اس کے ساتھ ساتھ وہ ذلت کی زندگی سے بڑا گھبراتا ہے

مگر یہ تمنا صرف خیال سے پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ ان اعمال پر کاربند نہ ہو جائے جو عزت کا ذریعہ ہیں اور ان سے رُک نہ جائے جو ذلت کی طرف لے جاتے ہیں۔

ذلت اللہ کے غضب کا باعث ہے

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ (البقرہ ع۷ - آیت ۶۱)

ترجمہ۔ اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈال دی گئی اور انہوں نے غضب الٰہی کمایا۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے۔

الحاصل یہود کی ذلت کے یہ اسباب تھے۔

(۱) آیات الٰہی کا انکار کرنا
(۲) حضرات انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنا
(۳) احکام الٰہی کی نافرمانی کرنا
(۴) شرعی حدود سے تجاوز کرنا۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

ذلت یہ کہ ہمیشہ مسلمان اور نصاریٰ کے محکوم اور رعیت رہتے ہیں، کسی کے پاس مال ہوا تو کیا۔ حکومت سے بالکل محروم ہو گئے۔ جو موجب عزت تھی اور محتاجی یہ کہ اوّل تو یہود میں مال کی قلت اور جن کے پاس مال ہو بھی تو حکام وغیرہ کے خوف سے اپنے آپ کو مفلس اور حاجتمند ہی ظاہر کرتے ہیں۔ شدت حرص اور بخل کے باعث محتاجوں سے بدتر نظر آتے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ تونگری بدل است نہ بمال۔ اس لئے مالدار ہو کر بھی محتاج ہی رہے اور عظمت اور عزت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ اس سے رجوع کر کے اس کے غضب و قہر میں آ گئے

اب ہر عزت کے خواہشمند اور ذلت سے بچنے والے کے لئے صاف اور سیدھا راستہ یہی ہے کہ ذلت، مسکنت اور غضب الٰہی لانے والے امور سے بچے۔ اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے ٹھیک کر لے۔ احکام اللہ اور احکام الرسول کو اپنا دستور العمل بنائے۔ عبدیت کا مکمل پروگرام ان احکام میں ہی ہے۔ شرعی حدود کا بہت خیال رکھے۔ ایک قدم بھی ان حدود کے باہر نہ اُٹھنے پائے

مقام عبرت ہے کہ یہود اپنے مولیٰ پاک کو ناراض کر کے حکومت جیسی نعمت عظمیٰ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس واقعہ میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ آقائے حقیقی کو ناراض کر کے ہم کہیں کے نہیں رہتے۔

ذلت کی زندگی

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ (الاعراف ع۱۹ - آیت ۱۵۲)

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا، انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی۔ اور ہم بہتان باندھنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں۔

گوسالہ پرستی یہود نے کی تھی اس تعلق باللہ کے خراب کرنے کا نتیجہ

غضب الٰہی اور ذلّت کی زندگی کی شکل میں نمودار ہوا۔

پرستش غیر اللہ کا تو ذکر ہی چھوڑیئے۔ ہمارے اسلاف اور انکے صحیح جانشین حضرات علمائے کرام اور صوفیائے عظام ہمیں بدعات تک سے روکتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عینیہ رح کے قول پر غور کرو۔ آپ نے فرمایا۔ "ہر بدعتی ذلیل ہے" (ابن کثیرؒ)

نیز خواجہ حسن بصری رح نے فرمایا۔ "گو وہ دنیوی ٹھاٹھ رکھتا ہو۔ لیکن ذلت اس کے چہرے پر برستی ہے" (ابن کثیرؒ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رح فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی خاص شخصوں کے گناہ کے سبب سے عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہ کرے گا مگر جب گناہ کی بات علانیہ کی جائے تو سب کے سب عذاب کے لائق ہوں گے۔ (موطا امام مالک رح)

یعنی گناہ کرنے والے گناہ کرنے کے سبب سے اور نہ کرنے والے انہیں منع نہ کرنے کے باعث عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قابلِ افسوس بات ہے کہ بعض گناہوں کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ وہ ہمارے فیشن کا جز بن گئے ہیں۔ اللہ کے عذاب سے ڈر کر ان کو چھوڑ دینا چاہیئے

علامہ اقبال نے کیا ہی خوب کہا ہے

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملّت کے گناہوں کو معاف

جسے اللہ ذلیل کرے اس کیلئے عزت کہاں

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ

(الحج۔ ع ۲۔ آیت ۱۸ کا جز)

ترجمہ۔ اور جسے اللہ ذلیل کرتا ہے۔ پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرکے ذلیل ہونے کے اسباب پیدا نہ کرنے چاہئیں اللہ تعالےٰ کا ذلیل کیا ہوا لاکھ جتن کرے۔ جب تک تعلق باللہ ٹھیک نہ کرے گا کہیں بھی عزت نہ پائے گا۔

عزت میں آزمائش

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ (الفجر آیت ۱۵)

ترجمہ۔ لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے پھر اسے عزّت اور نعمت دیتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے۔

حاصل کلام۔ عزّت، وسعت اور بزرگی وغیرہ صرف امتحان کے طور پر دی گئی تھیں کہ ان حالات میں جانچا جائے کہ یہ کس طرح ان کا استعمال کرتا ہے۔ کیا ان سے عزّت کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ یا ذلیل کاموں کی طرف جھک جاتا ہے۔ یہ حقیقت حال کو فراموش کر دیتا ہے۔ "میں بڑا آدمی ہوں۔ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ میں عزتدار ہوں" صرف ان خیالات میں کھو جاتا ہے اور جو فرائض اس وقت اس کے ذمے تھے۔ انہیں بھولے سے بھی یاد نہیں کرتا۔ اس عزّت اور بزرگی کو منجانب اللہ سمجھنے کی بجائے اپنی ذاتی قابلیت کا ثمرہ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ جب اس حد تک گر جاتا ہے اور رزّاق حقیقی تک نظر نہیں دوڑتی تو غربا اور مساکین کے حقوق کا کوئی خیال نہیں کرتا۔ جائز اور ناجائز طریقوں سے مال جمع کرنے لگ جاتا ہے۔

تنگی رزق میں آزمائش

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝

(الفجر آیت ۱۶)

ترجمہ۔ لیکن جب اسے آزماتا ہے اور روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا

حاصل کلام جب اللہ تعالیٰ اس کا امتحان لیتا ہے اور اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے۔ تو یہ حقیقت پر غور نہیں کرتا۔ کہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے ذلیل کر دیا۔ اس نے عزّت اور ذلت کا معیار صرف فراخی اور تنگی رزق کو سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں حالتیں عارضی ہیں اور اس کا امتحان مقصود ہے۔ یہ نہیں سوچتا کہ معیشت کی تنگی اس وجہ سے آئی ہے کہ وہ فرائض عبودیت سے غافل ہے۔ یہ وہ کام نہیں کرتا۔ جن سے عزّت ملے مگر وہ کام کرتا ہے جو اسے ذلیل کریں۔ ان حالات میں یہ عزّت کی توقع کیسے رکھ سکتا ہے۔

عزّت والے افعال

(۱) كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ

(الفجر آیت ۱۷)

ترجمہ۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔

حاصل کلام یتیموں، کمزوروں اور محتاجوں کی خبر گیری کرنا عزت کا باعث ہے۔ مگر سرمایہ پرست کا دھیان اس طرف کبھی نہیں جاتا۔ اب اسے عزّت ملے تو کس طرح ملے۔

(۲) وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ

ترجمہ۔ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت دیتے ہو۔ (الفجر آیت ۱۸)

حاصل کلام مسکینوں کی روٹی کی فکر نہیں۔ یہ لاپرواہی تباہی لاتی ہے

(۳) وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ (الفجر آیت ۱۹)

ترجمہ۔ اور میّت کا ترکہ سب سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔

حضرت مولانا عثمانی رح فرماتے ہیں۔ "یعنی مُردے کی میراث لینے میں حلال و حرام اور حق اور ناحق کی کچھ تمیز نہیں جو قابو چڑھا ہضم کیا۔ یتیموں اور مسکینوں کے حقوق تلف ہونے دو"

(۴) وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۙ

(الفجر آیت ۲۰)

ترجمہ۔ اور مال سے زیادہ بہت محبّت رکھتے ہو۔

حاصل کلام اس کی حرص مال کا یہ حال ہے کہ جب کبھی مال مل گیا۔ بڑی احتیاط سے گن گن کر رکھتا ہے اس طرح کی شدید حب مال و زرپرستی ہے۔ جس میں پھنس کر حقوق بھی ادا نہ کئے جائیں اس سے انسان بےعزت ہو جاتا ہے۔

عزت تو اس میں تھی کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اپنے بھائیوں کے بھلے کی خاطر کچھ خرچ کرتا۔ اللہ کا شکریہ ادا کرتا۔ مگر یہ جمع کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ ہر جائز اور ناجائز حربہ لوگوں کے مال خورد و برد کرنے کا بروئے کار لانے لگا

باقی صفحہ ۱۸ پر

از ابن عبدالرحمٰن ہزاروی

مراقبۂ موت

جس شخص نے یہ جان لیا کہ ہر حال میں میرا انجام موت ہے اور میرا مقام گور ہے اور منکر و نکیر میرے مؤکل ہیں۔ اور قیامت برحق ہے اور اس کے لئے بہشت و دوزخ میں جانا ضروری ہے۔ اگر عاقل ہوگا تو اس کے لئے کوئی اندیشہ موت کے اندیشہ سے بڑھ کر نہ ہوگا۔ اور تمام چیزوں سے زیادہ زادِ مرگ کی تدبیر میں مشغول رہے گا۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (ترجمہ) دانا وہ شخص ہے۔ کہ جس شخص نے اپنے نفس کو رام کر لیا اور موت کے بعد کے لئے عمل کیا اور جو شخص موت کو زیادہ زیادہ یاد کرتا ہے۔ وہ ناچار اس کے توشہ کی تیاری میں مشغول رہتا ہے۔ ایسا شخص قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ دیکھے گا اور جو شخص موت کو فراموش کر دیتا ہے اور اس کی تمام ہمت فقط دنیا ہی ہوتی ہے اور زاد آخرت کی تیاری سے غافل ہو جاتا ہے تو ایسا شخص قبر کو دوزخ کی غاروں میں سے ایک غار پائے گا۔ اور یہی سبب ہے کہ موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ کوئی شخص شہیدوں کے درجہ کو بھی پہنچے گا۔ فرمایا ہاں جو دن میں موت کو بیس بار یاد کرتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا۔ یعنی خلق کی نصیحت کے لئے موت کافی ہے۔

ایک عورت نے جنابہ عائشہ صدیقہؓ سے ذکر کیا کہ میرا دل بہت سخت ہے۔ آپ نے اُسے موت یاد کرنے کو فرمایا۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور وہ سختی اُس کے دل سے جاتی رہی وہ پھر آئی اور اس بات کا شکر بجا لائی۔

حضرت ربیع خثیمؒ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھودی تھی اور آپ دن بھر میں کئی بار اُس میں سویا کرتے تھے۔ تاکہ وہ موت کو آپ کے دل پر تازہ کر دے اور فرمایا۔ اگر میں ایک ساعت بھی موت کو دل سے بھلا دوں تو میرا دل سیاہ ہو جائے

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کرو۔ اس میں دو فائدے ہیں اگر تو محنت و مصیبت میں ہوگا تو اس سے تیری تسلّی ہو جائے گی۔ اور اگر نعمت و راحت میں مشغول ہوگا۔ تو اس سے تیری نعمت تلخ ہو جائے گی۔

موت کو تین طرح پر یاد کرتے ہیں ایک تو غافلوں کا یاد کرنا ہے جو دُنیا میں مشغول ہوں اور موت کو یاد کر کے اس سے کراہت کریں اس خوف سے کہ مرنے کے بعد وہ شہوات دنیا سے باز رہیں گے۔ پس موت کی شکایت کر کے کہتے ہیں کہ ایک بہت بُرا کام ہے۔ جو پیش آنے والا ہے۔ افسوس یہ دنیا مع ان تمام خوشیوں کے ہم سے چھوٹ جائے گی۔ تو اس طرح سے اُن کا موت کو یاد کرنا یاد حق سے انہیں اور بھی غافل کر دیتا ہے۔

اور اگر کسی وجہ سے ان کو دنیا بُری معلوم ہو اور دل دنیا سے نفرت کرے تو یہ بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

دوسرے تائب کا موت کو یاد کرنا اور وہ اس لئے یاد کرتا ہے کہ اس پر خوف کا غلبہ ہو جائے اور توبہ کرنے میں زیادہ مشغول ہو اور گزشتہ گناہوں کا زیادہ تدارک کرے۔ تو اس طرح یاد کرنے کا بڑا ثواب ہوگا۔

تائب موت سے کراہت نہیں کرتا۔ لیکن موت کے جلدی آ جانے سے کراہیت کرتا ہے۔ اور وہ بھی اسی خوف سے کہ بلا زادِ آخرت کے جانا پڑے گا۔

تیسرے عارف کا موت کو یاد کرنا ہے اور ہمیشہ اس کا منتظر رہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت حذیفہؓ نے موت کے وقت کہا حَبِیْبٌ جَآءَ عَلٰی فَاقَۃٍ یعنے دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا۔ اور کہا بارِ خدایا اگر تو جانتا ہے کہ میں درویشی کو زیادہ پسند کرتا ہوں تونگری سے۔ اور بیماری کو زیادہ پسند کرتا ہوں تندرستی سے اور موت کو زیادہ دوست رکھتا ہوں زندگانی سے تو موت کو مجھ پر آسان کر دے تاکہ تیرے دیدار میں راحت پاؤں۔ اس درجہ کے علاوہ ایک تسلیم و رضا کا وہ مقام ہے اور یہ بات اُسے اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ کہ موت تو اس کو یاد آئے۔ مگر موت کا خیال اکثر نہ آئے۔ اس لئے کہ وہ اس جہان میں حق تعالےٰ کے مشاہدہ میں رہتا ہے اور حق تعالےٰ کا ذکر اس کے دل پر غالب ہوتا ہے اور مرنا و جینا اس کے نزدیک برابر ہوتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

موت کی یاد

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن نماز کے لئے گھر سے مسجد تشریف لائے تو آپؐ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (وہاں مسجد ہی میں) وہ کھِل کھلا کر ہنس رہے ہیں (اور یہ حالت غفلت کی زیادتی کی علامت تھی) اس لئے رسول اللہؐ نے ان کی اس حالت کی اصلاح کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذّتوں کو توڑ دینے والی موت کو زیادہ یاد کرو۔ تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے۔ لہٰذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو اس کے بعد فرمایا حقیقت یہ ہے کہ قبر ہر روز پکارتی ہے زبانِ حال سے کہ میں مسافرت اور تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مٹی اور کیڑوں کا گھر ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ مرنے کے بعد جب بندہ کا واسطہ اس زمین سے پڑتا ہے اور وہ اس کے سپرد ہوتا ہے تو ایمان و عمل کے فرق کے لحاظ سے زمین کا برتاؤ اُس کے ساتھ کتنا مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا جب وُہ بندہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے جو حقیقی مومن و مسلم ہو تو زمین کہتی ہے۔ مرحبا! خوب آئے اور اپنے ہی گھر آئے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جتنے لوگ میرے اوپر چلتے تھے۔ ان

ہیں سب سے زیادہ محبوب اور چہیتے مجھے تم ہی تھے اور آج جب تم میرے سپرد کر دیئے گئے ہو اور میرے پاس آگئے ہو تو تم دیکھو گے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں۔ پھر وہ زمین اس بندۂ مومن کے لئے حدِّ نگاہ تک وسیع ہو جاتی ہے۔ اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی سخت بدکار قسم کا آدمی یا کافر زمین کے سپرد کیا جاتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے۔ کہ جتنے آدمی میرے اوپر چلتے پھرتے تھے تو مجھے ان سب سے زیادہ مبغوض تھا۔ اور آج جب تو میرے حوالہ کر دیا گیا ہے اور میرے قبضہ میں آگیا ہے تو ابھی تو دیکھیگا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر وہ زمین ہر طرف سے اس کو بھینچتی اور دباتی ہے۔ یہاں تک کہ اس دباؤ سے اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں۔ ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں میں دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ڈال کر ہم کو اس کا نقشہ دکھایا۔ اس کے بعد فرمایا۔ پھر اس پر ستر اژدہے مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ جن میں سے اگر ایک زمین پر پھنکار مارے تو رہتی دنیا تک وہ زمین کوئی سبزہ نہ اُگا سکے۔ پھر یہ اژدہے اُسے برابر کاٹتے نوچتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت اور حشر کے بعد وہ حساب کے مقام تک پہنچا دیا جائے اور حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب دو تہائی رات گذر جاتی تو آپ اُٹھتے اور فرماتے۔ اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔ قریب آگیا ہے۔ ہلا دینے والا قیامت کا بھونچال (یعنی نفخۂ اولیٰ) اور اس کے پیچھے آ رہا ہے دوسرا (یعنی نفخۂ ثانی) موت ان سب احوال کو ساتھ لے کر سر پر آ چکی ہے، جو اس کے ساتھ آتے ہیں۔ موت اپنے متعلقات ومضمرات کے ساتھ سر پر آ چکی ہے۔

ہوشیار اور نادان کون ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے پیغمبر بتلایئے کہ آدمیوں میں کون زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ اور موت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں۔ وُہی دانشمند اور ہوشیار ہیں۔ اور آخرت کا اعزاز و اکرام بھی (معجم صغیر للطبرانی)

شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار اور توانا وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور نادان و ناتواں وہ ہے جو اپنے کو اپنی خواہشات نفس کا تابع کر دے اور اللہ سے اُمیدیں باندھے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

موت بروئے آیات قرآنیہ

(۱) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○ پ۴ - ع ۱۰ - سورہ آل عمران آیت ۱۸۵

ترجمہ۔ ہر جی کو چکھنی ہے موت۔ اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن۔ پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی۔

مطلب۔ موت کا مزہ سب کو چکھنا ہے۔ اس کے بعد قیامت کے دن ہر جھوٹے سچے اور مصدق و مکذب کو اپنے کئے کا پورا بدلہ مل کر رہے گا۔ پورے کا یہ مطلب کہ کچھ تھوڑا سا ممکن ہے قیامت سے پہلے مل جائے مثلاً دنیا میں یا قبر میں۔ دُنیا کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور عارضی بہار بہت دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے۔ جس پر فریفتہ ہو کر اکثر بے وقوف آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی اصلی کامیابی یہ ہے کہ یہاں رہ کر انجام کو سوچے اور وہ کام کرے جو عذاب الٰہی سے بچانے والا اور جنت تک پہنچانیوالا ہو۔

(۲) أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ پ۵ - ع ۸ - سورۃ النساء آیت ۷۸۔

ترجمہ۔ جہاں کہیں تم ہو گے۔ موت تم کو آ پکڑے گی۔ اگرچہ تم ہو مضبوط قلعوں میں۔

مطلب۔ کیسے ہی مضبوط اور محفوظ اور مامون مکان میں رہو۔ مگر موت تم کو کسی طرح نہ چھوڑے گی۔ کیونکہ موت ہر ایک کے واسطے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے۔ اپنے وقت پر ضرور آئے گی۔ کہیں ہو۔ سو اگر جہاد میں نہ جاؤ گے تو بھی موت سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ تو اب جہاد سے گھبرانا۔ اور موت سے ڈرنا اور کافروں کے مقابلہ سے خوف کرنا بالکل نادانی اور اسلام میں کچے ہونے کی بات ہے۔

باقی باقی

بقیہ عزت وذلت صفحہ ۱۶ سے آگے

اور اپنی تباہی اور بربادی کے سبب خود پیدا کرنے لگ گیا۔ دعا

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ (آل عمران ع ۳ - آیت ۲۶

ترجمہ۔ تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ جسے تو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس دعا کی قبولیت کا اثر ہمارے اسلاف کی مبارک زندگیوں میں دیکھئے جب وہ پورے اخلاص کے ساتھ سب طرف سے کٹ کر ایک اللہ کے ہو رہے اور اپنی زندگیوں کو اس کی راہ میں وقف کر دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کی بڑی قدردانی فرمائی۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ان کے حکمرانوں سے چھین کر انہیں عطا فرمائیں۔ اور عزت کی روزی کے اسباب مہیا فرمائے۔

یہ ایک آزمایا ہوا لائحہ عمل ہے اگر ہم اپنا تعلق باللہ درست کر لیں۔ اور خلوص کے ساتھ یہی دعا مانگیں اور ساتھ ہی عملی قدم اٹھائیں تو کامیابی کی راہیں کھل سکتی ہیں۔

بچوں کا صفحہ

کمال الدین بزمی مدرس لاہور کارپوریشن

ہارون رشید اور اسکے بیٹے کی نصیحت آمیز داستان

ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا۔ جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی۔ وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا۔ وہاں جا کر کہتا کہ تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے۔ دنیا کے مالک تھے۔ لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی۔ حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔ کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال و جواب ہوئے ہیں۔ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا ؎

تروعنی الجنائز کل یوم
ویحزننی بکاء النائحات

مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں۔
اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں
مجھے غمگین رکھتی ہیں۔

ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا۔ اس کے پاس امرأ وزراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی۔ ارا کین سلطنت کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیرالمومنین کو بھی دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا۔ اگر امیرالمومنین اس کو تنبیہ کریں۔ تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آجائے امیرالمومنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ بیٹا تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے۔ اس نے یہ بات سن کر باپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن ایک پرند وہاں بیٹھا تھا۔ اس کو کہا کہ اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا۔ وہ پرند وہاں سے اُڑ کر اسکے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر کہا کہ اپنی جگہ چلا جا۔ وہ ہاتھ پر سے اُڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اس کے بعد اُس نے عرض کیا کہ ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں۔ اس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے۔ اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کر لوں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف، صرف اپنے ساتھ لیا۔ چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دے دی۔ (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا۔ ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا۔ اور ایک درم اور ایک دانق (یعنی درم کا چھٹا حصہ) مزدوری لیتا اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا۔ ایک دانق روزانہ خرچ کرتا۔

ابو عامر بصریؒ کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی اس کو بنوانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا۔ (کسی نے بتایا ہوگا۔ کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے۔ ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے۔ کہنے لگا کیوں نہیں کرینگے۔ مزدوری کیلئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں۔ آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے۔ میں نے کہا گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک درم اور ایک دانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کرونگا۔ مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا. میں نے اُسکی دونوں شرطیں منظور کر لیں اور اس کو لا کر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اُس نے دس آدمیوں کی بقدر کام کیا۔ میں نے اس کو مزدوری میں دو درم دیئے۔ اُس نے شرط سے زاید لینے سے انکار کر دیا اور ایک درم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن پھر اس کی تلاش میں نکلا۔ وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملیگا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے۔ اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملیگا۔ مجھے اسکے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن کو اپنی تعمیر بند کر دی اور شنبہ کے دن اسکی تلاش میں نکلا۔ وہ اسیطرح قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں۔ میں نے منظور کر لیں وہ میرے ساتھ آ کر کام میں لگ گیا۔ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے شنبہ کو اس اکیلے نے دس آدمیوں کا کام کس طرح کر لیا۔ اس لئے اس مرتبہ میں نے ایسی طرح چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے اس کے کام کرنے کا طریق دیکھا تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیا کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔

جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درم دینے چاہے۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں اتنے درم کیا کروں گا۔ اور ایک درم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے شنبہ کو پھر میں اس کی تلاش میں نکلا۔ مگر وہ مجھے نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا۔ ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے۔ فلاں ویرانہ جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اجرت دیکر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے وہ مجھے ساتھ لے کر اس جنگل ویران میں پہنچا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ بیہوش پڑا ہے آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھ کھولی اور) مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس نے سر اٹھا لیا اور چند شعر پڑھے۔ جن میں سے دو یہ ہیں۔

یا صاحبی لا تغتر بتنعم فالعمر ینفد والنعیم یزول
واذا حملت علی القبور جنازۃ فاعلم بانک بعدھا محمول

میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ میں نہ پڑ عمر ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائینگی جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اُٹھایا جائے گا ✤

نوٹ:۔ باقی مضمون اگلے نمبر میں ملاحظہ فرمایئے۔

ایڈیٹر عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا
میں
طلبۂ علوم عربیہ کا جدید داخلہ

حضرت مولانا قاری جلیل الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد گول چوک سرگودھا کی زیر سرپرستی واہتمام مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم کو اپنے نظم وضبط اور تعلیم وتدریس کی امتیازی شان کی وجہ سے جو شہرت عامہ حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

مدرسہ کو قابل محنتی اور تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی علاوہ حضرت قاری صاحب موصوف کے حضرت علامہ الاستاذ الفاضل مولانا عبدالحی صاحب تلمیذ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور استاذ الفاضل مولانا بشیر احمد خاں صاحب ہزاروی۔ الاستاذ الفاضل مولانا وفاء اللہ صاحب عثمانی نہایت محنت اور جانفشانی سے تعلیمی فرائض انجام دیں گے۔

سوائے دورۂ حدیث شریف کے مشکوٰۃ شریف اور موقوف علیہ وورہ تک تحتانی، فوقانی، جملہ کتب درس نظامی باقاعدہ پڑھائی جائیں گی۔

طلبۂ علوم عربیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ۷ رشوال سے اوائل ذیقعد ۱۳۷۸ھ تک معینہ تعداد کے مطابق برابر داخلہ کھلا رہے گا۔ طلبہ کو چاہیئے کہ وہ جلد سے جلد داخلہ کرائیں۔

مدرسہ کی جانب سے کتابوں قیام وطعام صابن تیل چارپائیوں کا مفت انتظام ہوگا۔ اور قانون کے مطابق نقد وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ بشرط گنجائش دیگر سہولتیں بھی بہم پہنچائی جائیں گی۔

نوٹ:۔ شعبۂ قرآن مجید میں حاجی قاری کریم الدین صاحب مدرس اول اور حافظ سید عالم علی صاحب اور بچیوں کو ایک معلمہ صاحبہ قرآن مجید حفظ وناظرہ نہایت محنت سے پڑھائیں گے۔ حفظ کرنے والے طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں قیام وطعام کے علاوہ قانون کے مطابق ان کو بھی نقد وظیفہ دیا جائے گا۔

المعلن: ناظم مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم (رجسٹرڈ) سرگودھا
باغات شمالی بلاک ۱۵

جامعہ حسینیہ عربیہ کا قیام

شہر رحیم یار خاں میں کافی عرصہ سے بزرگوں اور نوجوان بھائیوں کی جانب سے یہ مطالبہ ہو رہا تھا کہ شہر میں خالص توحید کا کوئی مرکز نہیں ہے۔ اس لیے نوجوانوں اور حضرت مولانا غلام ربانی صاحب کیمبلپوری نے مورخہ ۸ رشوال ۱۳۷۸ھ بعد نماز جمعہ بنام خدا جامعہ حسینیہ عربیہ کا افتتاح فرمایا اور ایک عام اجلاس میں جامعہ حسینیہ کے مندرجہ ذیل عہدے دار اتفاق رائے سے منتخب ہوئے۔

(۱) حضرت مولانا غلام ربانی صاحب افغانی کیمبلپوری مہتمم (۲) محترم شیخ خلیل احمد صاحب بی اے۔ نائب مہتمم۔ (۳) محمد انور قاسمی (۴) محترم حمید الرحمٰن صاحب ناظم (۵) محترم شیخ نذیر حسین صاحب خازن۔ (۶) محترم عبدالواحد صاحب نائب خازن) دیگر ۱۵ ممبروں پر مشتمل مجلس شوریٰ کا بھی عام اجلاس میں انتخاب کیا گیا ہے۔ والسلام

نوٹ:۔ یہ جامعہ حسینیہ عربیہ حضرت مدنیؒ کی یادگار اور انکے اسم مبارک پر جامعہ کا نام رکھا گیا ہے

(مولوی) محمد انور قاسمی ناظم جامعہ حسینیہ عربیہ مکی مسجد رحیم یار خاں شہر

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔